عائلی زندگی کے قرآنی اصول

Quranic Principles of Family Life

Fakhra Tahseen
Associate Professor in Islamic studies, Govt. Graduate College for women Haji Pura Sialkot
Email: fakhrasohail77@gmail.com
Dr Waleed Khan
Lecturer, Institute of Arabic & Islamic Studies GC Women University Sialkot
Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com
Dr. Shiraz Akhtar
International Islamic University Islamabad
Email: sherazwaseemiiui@gmail.com

Abstract
Family life was created by Allah Almighty to keep society live to gather, save and compassion. The institution of family in Islam was utmost important. Family life affects the life of each and every member of the family. In Holy Qur'an there are many principles on which family relation are built. One way, to secure the family life is the name Taqwa, Fear of Allah Almighty in the hearts of both spouses. In that way , now one will violate the rights of others , also both should give equal rights to each other's as Islam affirm the equality of the both partner. Another principles which is taught to us is that men and women are (Labase) garment to each other's because they complement to each other's. Although the family life is great blessing of Allah Almighty, but imposes certain duties to both male and female. After binding in wedding relationship, there are a lot of obligations that has been imposed on both. Another is an important objection of family life is mutual affection and blessing. Allah Almighty has taught us is to focus on the good side of your partner. Divorce is permitted in the case of failed marriage. Allah dislikes it but our religion has taught us certain rules in case of tacking such as temporary separation, counseling, and guidance (etc.) Another principle of family life is teaching and bringing up children according to religion. Allah has ordered that to protect the respect and dignity of each other and avoid vulgarity because marriage is sacred relation in which one protects the other in many ways.
Keywords: sacred relation, mutual affection, obligations, equality, Protect, respect, dignity, complement, bringing up, affirm, vulgarity

عائلی زندگی کے قرآنی اصول

عائلی زندگی، تسکینِ فطرت کے لیے اللہ رب العزت کی طرف سے انسان کے لیے ایک ایسا عظیم تحفہ ہے جسے نہ صرف دنیاوی زندگی میں بلکہ آخروی زندگی میں بھی باعث راحت تصور کیا جاتا ہے۔یعنی اللہ رب العزت نے فطرت انسانی میں

اجتماعیت کا جو مادہ رکھا ہے اس کی اصل روح عائلی زندگی کے وجود سے ہی قائم ہے۔ اور اسی نظام کے استحکام پر ایک بہترین اور مثالی سماج کا دارومدار ہے۔

تاہم دیگر تمام شریعتوں کی طرح، آخری اور کامل شریعت، شریعتِ اسلام کے پیروکاروں کو قرآن پاک کی صورت میں ایک مکمل اور جامع نظام حیات جس میں دنیا و آخرت کی زندگی سے متعلق تمام رہنماء اصول خواہ وہ عائلی ہوں، معاشی و معاشرتی ہوں یا سیاسی و اقتصادی غرض ایک مکمل ضابطہ حیات پیش کر کے اللہ تعالی نے تمام انسانوں پر بالخصوص شریعت اسلام کے پیروکاروں پر عظیم احسان فرمایا ہے۔

قرآن پاک کی آیاتِ احکام کا بیشتر حصہ خاندان کے معاملات اور عائلی نظام کی بہتری سے بحث کرتا ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ زندگی کے دیگر معاملات کے مقابلے میں عائلی معاملات سب سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

کیونکہ عائلی زندگی کی بقاء اور تحفظ کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شامل کیا گیا ہے۔ عائلی زندگی کا استحکام نہ صرف معاشرتی امن و سکون اور تہذیبی و ثقافتی ترقی کے لیے ضروری ہے بلکہ نسل نو کی تعلیم و تربیت کے لیے بھی ضروری ہے۔

قرآن پاک نے ہر اس کوشش کو شیطانی قرار دیا ہے جو عائلی نظام کا شیرازہ بکھیرنے کا سبب بنے اور ہر ایسی کوشش کی تلقین اور حوصلہ افزائی فرمائی ہے جو خاندان کی شیرازہ بندی کرنے میں معدو معاون ثابت ہو۔ اسلام دراصل انفرادیت کے بجائے اجتماعیت کو پسند کرتا ہے اور اجتماعیت کی پہلی منزل خاندان ہے جس کی بنیاد رشتہ ازدواج سے پڑتی ہے۔ عائلی زندگی انسانی شخصیت کی پہلی اینٹ رکھتی ہے اور اس کی تعمیر سازی کا آغاز کرتی ہے۔ لہذا قرآن پاک میں انتہائی شرح و بسط کے ساتھ ایسے اصول بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل پیرا ہونے سے عائلی زندگی میں نہ تو کوئی عدم توازن دیکھنے کو ملے گا اور نہ ہی برتری کی بناء پر کوئی کسی پر ظلم و زیادتی کرتا نظر آئے گا۔

عائلی کا معنی و مفہوم:

عربی لغت میں "عائلة" مصدر سے خاندان کا مفہوم واضح کیا گیا ہے اس کا مادہ "**عول**" ہے اور اس کی جمع عائلات اور عیال ہے۔ جس کا مطلب خاندان ہے اور سربراہ خاندان کے لیے "عيال الرجل"، کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ **المنجد** میں اس کا مفہوم یوں بیان کیا گیا ہے:

عال :يعول عولا عياله عوولا، الرجل عياله" آل اولاد کے معاش کی کفالت کرنا، **عياله** :اہل وعیال کی روزی کے لیے کافی ہونا، **عيل تعييله ،عياله**، اہل وعیال کے لیے کافی ہونا، **عيل الرجل** گھر کے وہ آدمی جن کا نان و نفقہ واجب ہو۔[1]

لسان العرب میں ہے کہ:

وعيال الرجل وعيله الذين يتكفل بهم وقد يكون العيل واحد اوالجمع عالة[2]

(آدمی کے عیال سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی وہ کفالت کرتا ہے)۔

مذکورہ لغت میں ہی ایک اور جگہ پر عیال کی وضاحت کچھ یوں کی گئی ہے:

عال عیاله یعولهم اذا کفاله معاشهم ،وقال غیره ،اذا قات تهم ،وقیل قام بما یحاجون الیه من قوت وکسوة وغیرهما[3]

"عیال اسے کہا جاتا ہے جس کی معاشی طور پر کفالت کی جائے اور بعض نے کہا ہے کہ جب وہ ان کا خرچ اٹھائے اور بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو کھانے پینے اور لباس کے لئے اس کے محتاج ہوتے ہیں" یعنی وہ شخص جو اپنے کنبے کی کفالت کا فریضہ سر انجام دیتا ہے وہ عیال الرجال کی تعریف کے ضمن میں آتا ہے ،جو شخص کھانے اور لباس کی ضروریات کی کفالت کرتا ہو۔

یعنی عائلی زندگی سے مراد ان تمام افراد کی زندگی ہے جو میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہو۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

"**العول** کا لفظ اس چیز کے متعلق استعمال ہوتا ہے جو انسان کو گراں بار کر دے اور اس کے بوجھ تلے وہ دب جائے ،یعنی وہ افراد جن کے اخراجات کا انسان ذمہ دار ہو جن کے بوجھ نیچے وہ دبا ہوا ہو اور اس کا مفرد عیل ہے۔اس حوالے سے نبی ﷺ کا فرمان ہے (**ابداً بنفسک ثم بمن تعول**) کہ پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو اور پھر ان پر جن کے اخراجات تمھارے ذمہ ہیں۔"[4]

قرآن پاک میں عائلی زندگی کا تصور:

قرآن حکیم اور حضور ﷺ کی احادیث مبارکہ میں عائلہ کے مترادف الفاظ **الا سرہ ،العشیرۃ ،العشیر** اور **اھل** استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:**و ازواجکم و عشیرتکم** [5]

اسی طرح ایک اور آیت مبارکہ ہے کہ:

فَلَمَّا دَخَلُوا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسَّنَا وَأَهْلَنَا الضُّرُّ[6]

"پس جب وہ اس کے پاس داخل ہوئے تو کہنے لگے اے عزت والے ہمیں اور ہمارے خاندان کو سخت مصیبت پہنچی ہے"

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرَى لِأُولِي الْأَلْبَابِ[7]

"اور ہم نے اسے اس کے اہل و عیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی مزید اپنی خاص رحمت عطا کئے اور یہ عقل رکھنے والوں کے لئے یاد دہانی ہے"

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[8]

اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون واطمینان پاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور نرم دلی کو قائم کر دیا اور اس میں یقیناً غور وفکر سے کام لینے والوں کے لئے (قدرت کی نشانیاں ہیں)۔

عائلی زندگی کے قرآنی اصول

عائلی زندگی چونکہ انسانی تہذیب وتمدن کی بنیادی اور اولین اکائی ہے، چنانچہ اگر عائلی زندگی میں کوئی کجی، ٹیڑھ یا جڑ میں کوئی ضعف رہ جائے گا تو اس کے اثرات تمام شعبہ ہائے حیات پر مرتب ہوں گے۔ عائلی زندگی کا استحکام نہ صرف معاشرتی امن وسکون اور تہذیبی وثقافتی ترقی کے لئے ضروری ہے بلکہ نسل نو کی تعلیم وتربیت کے لئے بھی ناگزیر ہے، لہذا قرآن کریم میں انتہائی شرح وبسط کے ساتھ عائلی زندگی کے اصول بیان کئے گئے ہیں، جن پر عمل پیرا ہونے سے عائلی زندگی میں نہ تو کوئی عدم توازن دیکھنے کو ملے گا اور نہ ہی تفوق وبرتری، نہ ہی کوئی کسی پر ظلم وزیادتی کرتا نظر آئے گا۔ قرآن پاک کے عائلی زندگی کی چند اصول مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ تقویٰ کا حصول:

تقویٰ اگرچہ ایک مسلمان کی زندگی کا ایک عمومی اصول ہے لیکن عائلی زندگی کی ابتداء کے موقع پر اس کی تاکید کو لازم قرار دیا گیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا[9]

"اے لوگو پروردگار سے جس نے تمھیں نفس واحدہ سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنادیا اور ان میں دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے، اس اللہ سے تقویٰ اختیار کرو جس کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے اپنا حق مانگتے ہو اور رشتہ اور قرابت کے تعلقات کو بگاڑنے سے پرہیز کرو یقین جانو اللہ تم پر نگرانی کر رہا

تفسیر ابن کثیر میں آیت مبارکہ کی تفسیر یوں ہے:

"اللہ اپنے تقوی کا حکم دیتا ہے کہ جسم سے اسی کی عبادتیں کی جائیں اور دل میں صرف اسی کا خوف رکھا جائے۔ پھر اپنی قوت کاملہ کا بیان کرتا ہے کہ اس نے تم سب کو ایک ہی شخص یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے پیدا کیا ہے۔ اور اسی سے عورت کو پیدا کیا اور پھر انھی سے نسل انسانی کی افزائش ہوئی۔"[10]

جامع بیان القرآن میں اس آیت کی یوں تفسیر کی گئی ہے:

ومنبّهم بذلك على أن جميعهم بنو رجل واحد وأم واحدة،وأن بعضهم من بعض، وأن حق بعضهم على بعض واجبٌ وجوبَ حق الأخ على أخيه، لاجتماعهم في النسب إلى أب واحد وأم واحدة، وأن الذي يلزمهم من رعاية بعضهم حق بعض، وإن بَعُدَ التلاقي في النسب إلى الأب الجامع بينهم، مثل الذي يلزمهم من ذلك في النسب -[11]

"یہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ سب کے سب لوگ ایک مرد اور عورت (آدم وحوا) کی اولاد ہیں اور ان کے ایک دوسرے پر حقوق واجب ہیں چناچہ بھائی کا اپنے بھائی پر حق واجب ہے،اور بے شک یہ سب نسب میں ایک باپ اور ایک ماں کی طرف منسوب ہیں چناچہ نسب کی وجہ سے ایک دوسرے کے حقوق کی رعایت رکھنالازم قرار دیا گیاہے"

اسلام میں بقاء نسل انسانی کے لئے شادی کا حکم دیااور اس کی حفاظت کے لئے حسب اور نسب کو اختلاط سے محفوظ رکھنے کے لئے زنا کو حرام قرار دیا۔ تاکہ نئی زندگی کے آغاز ہی پر زوجین کو یہ حقیقت باآور کروادی جائے کہ اس تعلق کی بنیاد اور معاملات کی انجام دہی میں ہر لمحہ خداخوفی اور تقوٰی ان کا مطلوب رہے،یہی وہ اولین بنیاد ہے کہ اگر زوجین کے باہمی معاملات میں کوئی شکررنجی موجود بھی ہوگی تو کوئی بھی ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی نہیں کریں گے۔

2۔باہم لباس ہونا:

عائلی زندگی کا ایک نمایاں اصول یہ ہے میاں بیوی ایک دوسرے کے ہم راز ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں انہیں لباس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ارشاد باری تعالی ہے:

هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ[12]

"وہ تمھارالباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔"

حضرت ابن عباس،مجاھد،سعید بن جبیر،حسن بصری،قتادہ اور دیگر علماء فرماتے ہیں کہ "لباس سے مراد یہ ہے کہ یہ عورتیں تمہارے لیے سکون کا باعث ہیں اور اسی طرح تم ان کے لیے سکون کا باعث ہو۔ حضرت ربیع ن انس فرماتے ہیں کہ "یہاں لباس سے مراد لحاف ہے. مقصد یہ کہ مرد اور عورت کے درمیان انتہائی قرب ہوتا ہے۔[13]

مولانا مودودی اس آیت کی تشریح میں لکھتے ہیں:

"ان کے دل اور روحیں ایک دوسرے کے ساتھ متصل ہوں وہ ایک دوسرے کی ستر پوشی کریں۔ایک دوسرے کو ان کے اثرات سے بچائیں۔جو ان کی عزت اور اخلاق پر حرف لانے والے ہوں۔اگر کسی ازدواجی تعلق میں یہ روح نہیں ہے تو گویا وہ بے جان لاش ہے"۔[14]

تفسیر قرآن کی اہم ترین کتاب جلالین کی اردو شرح مقبولین میں "هُنَّ لِبَاسٌ" کی وضاحت کچھ یوں ہے کہ:

"عورت اور مرد چونکہ معانقہ کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے لپٹ جاتے ہیں۔اس لیے ہر ایک کو دوسرے کے لیے لباس سے تعبیر فرمایاہے۔اوریوں بھی کہا جاسکتاہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے پردہ بن جاتے ہیں۔اور فسق وفجور سے روکتے ہیں اس لیے بھی ہر ایک کو دوسرے کالباس بتایاہے۔[15]

دو مسلم خواتین نے انگریزی میں مرد اور عورت کے اس باہمی لباس ہونے کو بڑے خوبصورت انداز میں بیان کیاہے۔وہ لکھتی ہیں کہ:

This is a very important definition of the relation between husband and wife. They are expected to find tranquility in each other company and be bound to gather not only by the sexual relationship but by love and mercy[16]

میاں بیوی ایک دوسرے کے لباس ہیں دراصل یہ رشتہ ازدواج کی بہت ہی اہم تعریف ہے۔اس تعریف کے تحت نہ صرف وہ ایک دوسرے سے مساوایانہ تعلق قائم کرتے ہیں بلکہ محبت اور فطری خواہشات کی تسکین کے لیے ایک دوسرے سے تعلق کو مضبوط کرتے ہیں۔

دراصل قرآن پاک کاتصور **هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ** میں رشتے کی پائیداری، قربت، مقصداور زینت وزیبائش بتانامقصود ہے۔اس قرآنی اصول کے ذریعے زوجین کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے اسی طرح ناگزیر ہیں جس طرح انسانی جسم کے لئے لباس،لہذا اگر اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ اپنی زندگی گزاریں گے تو عائلی زندگی مزید مستحکم ہوگی۔یہ قرآنی تعبیر نکاح کی اہمیت اور مقصدیت کاانتہائی جامع، بلیغ اور معنی خیز بیان ہے۔لباس کا مقصد پردہ پوشی ہوتی ہے اسی طرح نکاح کے بعد مرد اور عورت ایک دوسرے کے پردہ پوش ہوجاتے ہیں۔حیاء باطن کااہم لباس ہے اور حیاکے لیے نکاح ضروری ہے۔

لباس کا دوسرا مقصد زینت و آرائش ہے اور نکاح ازدواجی تعلق کی زینت و آرائش سے مرد اور عورت کے درمیان خوبصورت رشتہ قائم کردیتاہے۔لباس کا تیسرا مقصد سردوگرم اور دیگر خطرات سے حفاظت ہے۔اخلاقی اعتبار سے دیکھا جائے تو ازدواجی زندگی مردوعورت دونوں کو شہوانیت، حیوانیت اور فسطایت کے تمام محلوں سے محفوظ رکھتی ہے۔

3۔اصول عدل اور باہم فرائض کی ادائیگی واصول خلق:

زوجین جب عدل کے اصول اور حقوق کی ادائیگی میں اخلاق واحسان، ایثار کو مد نظر رکھیں گے تو یقیناہر فرد کی عائلی زندگی جنت کانمونہ پیش کرے گی۔اسی طرح ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں بھی عدل کااصول ملحوظ رکھنے کا حکم دیاگیاہے۔

قرآن پاک میں خواتین کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم دیاگیاہے۔**وعاشروهن بالمعروف..... خيرا كثيرا**-[17]

یعنی "اور عورتوں کے ساتھ اچھی طرح سے زندگی بسر کرو، اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تمہیں ایک چیز پسند نہ آئے مگر اللہ نے اس میں بہت کچھ بھلائی رکھی ہو "

حدیث مبارکہ میں ہے کہ:"کوئی مومن مرد کسی مومن عورت (بیوی) سے بغض وانانہ رکھے۔ کیونکہ اگر اسکی کوئی عادت ناپسند ہو گی تو کوئی عادت اس کی پسند بھی ہو گی"۔[18]

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ:**أكمل المؤمنين إيماناً أحسنهم خلقاً، وخياركم خياركم لنسائهم**۔[19]

"مومنوں میں کامل ایمان والاوہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور مومنوں میں بھلاوہ شخص ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بھلا ہو"
نبی کریم ﷺ نے ازواج مطہرات کے ساتھ حسن معاشرت کا عمدہ نمونہ چھوڑا۔ وہ امت مسلمہ کے لیے نشان سعادت ہیں۔ ہر معاملہ میں شفقت، نرمی اور رفق کا مظاہرہ کیا۔ کسی زوجہ محترمہ کو طعن و تشنیع نہیں کی گئی۔ کسی پر ہاتھ نہیں اٹھایا گیا۔ حضرت عائشہ کے ساتھ دوڑ کا مقابلہ کرنا[20] وغیرہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن خلق کی مثالیں ہیں۔

ازواج مطہرات کے درمیان پائے جانے والے قابل رشک تعلق کی وضاحت اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب سے اس لیئے ناراض ہو گے تھے کہ انھوں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہ کو یہودیہ کہہ دیا تھا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوماہ تک ان سے کلام نہ کیا پھر حضرت عائشہ کے فہم و فراست سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زینب کے درمیان صلح ہوئی۔[21]

بیوی سے حسن خلق کے حوالے سے ڈاکٹر شاہدہ پروین لکھتی ہیں کہ:

شادی ایک پناہ گاہ اور قلعہ ہے جس کا نگہبان مرد کو بنایا گیا ہے۔ اس پر خرچ کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے شادی کے بعد بیوی کے رہنے کے لیے مناسب رہائش، اسباب خوردونوش، لباس وضروریات آرائش و دیگر وسائل پورے کرنا مرد کی ذمہ داری ہے ۔ بچوں کی پیدائش وپرورش، رہائش اور تعلیم و تربیت اور ضروری وسائل فراہم کرنا مرد پر لازم ہے۔ اگر ایک سے زیادہ شادیاں کرے تو نان ونفقہ، رہائش وخوراک، لباس اور ہر چیز میں بیوں کے درمیان عدل لازم ہے۔[22]

یعنی ایسا نہ ہو کہ شوہر ایک سے زیادہ شادیاں کرلے اور پھر ان میں عدل بھی قائم نہ رکھ سکے۔ قرآں پاک نے سختی سے اس عمل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا:

فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ[23]

"اور تم بالکل ہی ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری عورت کو لٹکی ہوئی چھوڑ دو"

مفتی محمد شفیع آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

تم پیار و محبت میں تو یکساں نہیں ہوسکتے۔ لیکن دوسرے معاملات جیسے تقسیم میراث، تقسیم او قاف، نان ونفقہ، سکونت اور دیگر ازدواجی تعلقات میں عدل کرو۔ اگر بیوی عمر رسیدہ ہو جائے یا بیمار ہو جائے تو اسے بے وقعت سمجھ کر فراموش نہ کرو۔ بلکہ اس کی ضروریات، دلجوئی کا بھی خیال رکھو۔[24]

4۔ خیر و بھلائی کی تلاش:

نکاح کا بنیادی مقصد خیر و بھلائی کا حصول ہے۔ گویا نکاح عبادت ہے جس سے انسان اپنے نصف دین کو مکمل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

واذاتزوج العبد فقد استكمل نصف الايمان فليتق الله فى النصف الباقى [25]

جب بندہ نکاح کر لیتا ہے تو اس کا نصف ایمان مکمل ہو جاتا ہے پس باقی نصف ایمان کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وعاشروهن بالمعروف فان كرهتموهن فعسى ان تكرهوا شيئا ويجعل الله فيه خيرا كثيرا**[26]

عائلی زندگی کے حوالے سے قرآن کریم نے ایک اہم ضابطہ یہ بیان کیا ہے کہ شوہر کو دوسرے کی کوئی عادت یا رویہ ناپسند ہو تو تب بھی ایک دوسرے کی خوبیوں کو مرکز بنایا جائے کس برائی یا عیب کی بنیاد پر اس رشتے کو خراب نہ کیا جائے بلکہ بھلے طریقے پر اپنی عائلی زندگی قائم رکھی جائے۔ دور اندیشی اور حکمت سے کام لیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ بھی ہے:

"عورتوں کے معاملہ میں خیر اور بھلائی کی وصیت قبول کرو۔"[27]

ایک اور ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

"مومن مرد مومن عورتوں کے باری میں دل میں بغض نہیں رکھتا اس کی ایک صفت ناپسند کرتا ہے تو دوسری سے راضی ہو جاتا ہے۔"[28]

5۔ اصول صلح:

قرآن میں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں کا جامع انداز میں احاطہ کیا گیا ہے لہذا عائلی زندگی میں بھی بعض اوقات ایسے حالات آتے ہیں جب فریقین میں بھی تنازعات ہو جاتے ہیں جیسے کہ قرآن کریم میں سورہ النساء میں ہے کہ:

وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِن بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا ----- وَاسِعًا حَكِيمًا 29

یعنی" اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے لڑنے یا منہ پھیرنے سے ڈرے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں کہ آپس میں کسی طرح سمجھوتہ کر لیں، اور سمجھوتہ بہتر ہے، اور (انسان کے) نفس میں حرص تو ہوتی ہے، اور اگر تم نیکی کرو اور پرہیز گاری کرو تو اللہ کو تمہارے اعمال کی پوری خبر ہے۔ اور تم عورتوں (بیویوں) کو ہرگز برابر نہیں رکھ سکو گے اگرچہ اس کی حرص کرو، سو

تم بالکل ہی ایک طرف نہ جھک جاؤ کہ دوسری عورت کو لٹکی ہوئی چھوڑ دو، اور اگر اصلاح کرتے رہو اور پرہیز گاری کرتے رہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں تو اللہ اپنی وسعت سے ہر ایک کو بے پروا کر دے گا، اور اللہ وسعت کرنے والا حکمت والا ہے۔"

مذکورہ آیات میں تعلیم و تربیت کے ذریعے جہاں زوجین کو صلح کے اصول دے کر عائلی زندگی کے استحکام کا قیام ممکن بنانا ہے وہیں ایک دوسرے پر زیادتی کی روک تھام کر کے اس میں حسن وخوبی بھی پیدا فرمانا ہے۔

6۔اصول تفریق:

اصلاح احول کی اگر کوششیں ناکام ہو جائیں تو پھر قرآن کریم زوجین فریق کو تفریق کا اصول بھی دیتا ہے۔

سورۃ النساء میں کے مضامین میں عائلی زندگی کے استحکام کے سنہری اصولوں میں ایک اصول "اصول تفریق" کا بھی ہے۔ آیت مبارکہ ہے کہ:

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا خَبِيرًا[30]

یعنی "اور اگر تمہیں کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا خطرہ ہو تو ایک منصف شخص کو مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف شخص کو عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کر دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا خبردار ہے"۔

اس اصول کا مقصد بھی معاشرتی امن وسکون کا قیام ہی ہے کیونکہ اگر فریقین اپنی زندگی ناچاقی اور شکر رنجی سے گزاریں گے تو اس کے برے اثرات سے خاندان کے دیگر افراد بالعموم اور بچے بالخصوص متاثر ہوں گے۔ ان حالات میں تفریق ناگزیر ہو جاتی ہے۔ لیکن جدائی سے قبل قرآن کریم رشتہ نکاح کے خاتمے سے پہلے اصلاح کے مراحل کو کچھ اس طرح بیان کرتا ہے:

- وعظ ونصیحت
- عارضی طور پر علیحدگی
- تادیب کے لئے ہلکی ضرب لگانا
- فریقین کی جانب سے ثالث کا تقرر

مولانا مودودی طلاق مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اسلامی قانون ازواج کی اصل یہ ہے کہ مناکحت کے تعلق امکانی حد تک مستحکم بنایا جائے لیکن جب ان کے درمیان محبت اور موافقت کی کوئی صورت باقی نہ رہے اور رشتہ مناکحت سے قانون کے اص مقاصد کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو انکی

نفرت اور کراہت باوجود انکو ایک دوسرے سے وابستہ رکھنے کی کوشش نہ کی جائے۔بلکہ ایسی صورت میں ان کے لیے علیحدگی کا رستہ کھول دیا جائے۔[31]

7۔عفت وعصمت کا اصول:

عائلی زندگی زوجین کے لئے عفت وطہارت کا سبب ہے، قرآن کریم میں اس کے لئے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ محصن / محصنہ کا ہے۔

ہے قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے؛

وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ[32]

"اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئی ہیں اس طرح تم اپنے مالوں کے ذریعے ان سے نکاح کرو بشرطیکہ (نکاح) سے مقصود عفت قائم رکھنا ہو نہ کہ شہوت رانی۔"

جنسی لحاظ سے مرد اور عورت کا ایک دوسرے کی طرف مائل ہونا فطری عمل ہے، اسلام ان ناجائز تعلقات کا مخالف ہے، شادی کے ذریعے سے آپ ان تعلقات کو جائز طور پر نبھا سکتے ہیں اور اس کے ذریعے سے زندگی میں توازن بھی قائم رکھا جا سکتا۔عائلی زندگی جب اس اصول کے تحت گزرتی ہے تو معاشرتی استحکام پیدا ہوتا ہے اور منکرات و فواحش کا قلعہ قمع ہوتا ہے۔

مسند احمد میں ہے کہ:

"اگر عورتیں پانچ نمازیں ادا کریں، رمضان کے روزے رکھیں، اپنی عصمت کو محفوظ رکھیں اور اپنے شوہر کی فرمابرداری کرتی رہیں تو ان سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے چاہیں داخل ہو جائیں"[33]

8۔اصول مودت ورحمت:

نکاح کے مقاصد میں ایک یہ بھی ہے کہ دو خاندانوں کا حسد وبغض اور نفرت محبت ودوستی میں بدل جاتی ہے۔جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان بھی ہے:

ادفع بالّتی ھی احسن فا ذالذی بینک وبینه عداوۃ کا نۃ ولی حمیم [34]

"تجھے چاہیے کہ برائی کا بدلہ اچھائی سے دے تو تمھاری اگر کسی سے عداوت ودشمنی ہے تو وہ محبت والفت اور گہری دوستی میں بدل جائے گی**"**۔

قرآن کریم میں عائلی زندگی کا ایک اہم مقصد زوجین کے لئے باہمی مودت ورحمت کا حصول بتایا گیا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ[35]

یعنی "اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری جنس میں سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے سکون واطمینان پاؤ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان محبت اور نرم دلی کو قائم کر دیا اور اس میں یقینا غور و فکر سے کام لینے والوں کے لئے (قدرت کی نشانیاں ہیں)"۔

عائلی زندگی میں یہ اصول جس قدر کارگر ہو گا، عائلی زندگی میں استحکام بھی اسی قدر ہو گا۔ میاں بیوی کا دوگانہ تعلق گویا اللہ اور بندے کے درمیان دوگانہ تعلق کی عکاسی کا ذریعہ ہے اللہ قیوم اور بندہ اس کے تحفظ کے حصار میں ہے۔ مرد قوام ہیں اور بیویاں صالحات قانتات اور پاک دامن ہیں۔ جسطرح اللہ اور بندے میں محبت کا دوطرفہ خوبصورت اور پائیدار رشتہ ہے اسی طرح میاں بیوی محبت کے ریشمی دھاگے میں بندھے ہوئے ہیں۔[36]

9۔تربیت اولاد:

عائلی زندگی چونکہ معاشرے کی خشت اول ہے، لہذا یہ نونہالان کی تعمیر و تربیت کی اولین درسگاہ ہے، اسی لئے قرآن کریم میں اس ادارہ کے استحکام پر باقی اداروں کی بہ نسبت زیادہ توجہ دی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا 37

""اے ایمان والو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اھل خانہ کو دوزخ کی آگ سے"۔

اسلام نے بچے اور بچیوں کی تربیت کو احسن عبادت سے تعبیر کیا ہے۔ بچوں کی تربیت بہتر انداز میں تب ہو سکتی ہے جب والدین ان کی تربیت کو ترجیح دیں۔ اور مسائل تب پیدا ہوتے ہیں جب والدین کی علیحدگی ہو جائے۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

اگر تم میں سے کوئی اپنے بچے کو ادب سکھاتا ہے تو اس کے لیے اس کام سے بڑھ کر ہے کہ وہ ہر روز ایک صاع خیرات کرے۔"[38] "

صحیح بخاری میں ہے: کسی باپ کا اپنے فرزند کے لیے بہترین عطیہ اور بخشش یہ ہے کہ وہ اپنے فرزند کو حسن ادب عطا کرے۔

اپنے بچوں کی تکریم کرو اور انھیں ادب و تمیز سکھاؤ۔[39]

اصول تعلیم و تربیت زبانی اور قولی رہنمائی سے زیادہ عملی تربیت مؤثر و مفید ثابت ہوتی ہے۔ امام شافعی اپنی والدہ کے زیر نگرانی پرورش پاتے رہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نے مذہب و خلاق کا درس اپنی ماں سے لیا۔ امام غزالی یتیم ہو گئے تو

ان کی والدہ نے تہذیب و ثقافت سکھائی۔ حضرت اسمائیل جو داستان حرم کی ابتداہیں س اپنی والدہ حضرت حاجرہ سے تربیت یافتہ ہوئے۔ جہاں ماں فرائض سے غفلت برتتی ہے تو اولاد نافرمانی کے عمیق غار میں گر جاتی ہے جیسے حضرت نوح کا بیٹا کافر اور ان کی بیٹی منکرین میں سے ہیں۔[40]

اولاد کی تربیت کا قرآنی اصول

علامہ یوسف القرضاوی تربیتِ اولاد کی ذمہ داری کو عورت کا اولیّن فرض بتاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

عورت کا اولین و عظیم ترین عمل جس میں اسکا کوئی ثانی نہیں اور کوئی حریف نہیں وہ ہے نسلوں کی تربیت۔ اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسکو مخصوص بدنی و نفسیاتی خصوصیات دی ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ اس کام کی ادائیگی میں اسکے لیے کوئی بھی مادی یا ادبی کام مانع نہ ہو۔ اس لیے کہ امت کے مستقبل کا دارومدار اس کام پر منحصر ہے۔ اس کام میں کوئی عورت اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ اس کام کے ذریعے امت کی عظیم دولت (افرادی قوت) وجود میں آتی ہے۔[41]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں ہر شخص کے اوپر کچھ ذمہ داریاں ڈال کر اسے اپنی ان ذمہ داروں سے متعلق جواب دے قرار فرمایا وہاں عورت کو بھی کچھ ذمہ دایاں سونپتے ہوئے اس ان سے متعلق جواب داہ قرار فرمادیا۔ حدیث مبارکہ ہے کہ:

والمراة راعية على بيت بعلها وولده وهي مسئولة عنهم[42]

"یعنی عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کے اولاد کی نگہبان ہے اس سے ان کے متعلق پوچھا جائے گا۔"

والدین دونوں کو ہی بچے کی تربیت کے حوالے سے اپنی ذمہ داریاں بھرپور طریقے سے ادا کرنا چاہیے۔ خصوصاً ماوں کی ذمہ داریاں دوچند ہو جاتی ہیں۔ یہ اچھی تربیت ہی ہے جو اقبال او قائد جیسے افراد سے قوم کو نوازتی ہے۔ عورت اگر بچے کی تربیت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کرتی ہے تو بچہ بڑا ہو کر اسلامی معاشرے کا بہترین رکن چابت ہو تا ہے۔ ماں جتنی مہذب، شائستہ اور بلند اخلاق ہو گی بچے پر بھی اتنے ہی یہ اثرات مرتب ہونگے۔ تربیت اولاد کے اہم نکات کچھ یوں ہو سکتے ہیں۔

- شادی کے لیے عقل و فہم والی مسلمان عورت کا انتخاب کرنا چاہیے۔
- والدین کو کثرت سے نیک اور صالح اولاد کی دعا کرنی چاہیے۔
- والدین کو شکر گزاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بیٹا یا بیٹی دونوں کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کرنا چاہیے کیونکہ اگر بیٹا نعمت ہے تو بیٹی رحمت ہے۔
- اور حدیث مبارکہ کے مطابق والدین کا اپنی اولاد کے لیے بہترین تحفہ بہترین اور اعلیٰ تربیت ہی ہے۔[43]

تجاویز وسفارشات

قرآن و سنت میں شوہر اور بیوی کے جو حقوق و فرائض بیان کئے گے ہیں وہ زوجین کے درمیان محبت و یگانگت کا بہترین ذریعہ ہیں۔

- قرآن و سنت پر مضبوطی سے عمل ہو اور تعلیمی اداروں اور دیگر سماجی تربیتی اداروں میں قرآن و سنت کی روشنی میں تربیتی عمل کا انتظام کیا جائے.
- عائلی زندگی کے استحکام کے لیے تعلیمی اداروں میں تربیتی پروگرام شروع کیے جائیں یا ایسا تربیتی نصاب تشکیل دیا جائے جس میں علوم شریعت سے واقفیت، حقوق و فرائض کی ادائیگی، زوجین میں باہمی مشاورت، اسلامی ثقافت کا فروغ، مغربی ثقافت کا رد، حسن معاشرت کے اصولوں سے آگہی ،عائلی زندگی میں استحکام اور کامیابی کے اصول وضوابط، نکاح، خلع، طلاق، کے بارے میں تعلیم لازم ہو۔ نیز شرح خواندگی میں اضافے کے لیے بھی تعلیم و تربیت نسواں کا اہتمام کیا جائے۔ کیوں کہ تعلیم یافتہ خواتین ہی تعلیم یافتہ قوم تخلیق کرتی ہیں۔
- ضرورت اس امر ہے کہ حقوق و فرائض کے تحفظ کے لئے قرآن و سنت کی روشنی میں قانون سازی کی جائے۔ نیز عدالتوں کا ماحول ایسا بنایا جائے کہ وہاں فضول نکتہ چینیوں کی بجائے انسانی دکھ درد کو محسوس کرتے ہوئے ایسے مقدمات کا جلد از جلد فیصلہ کرنا چاہیے جو عائلی معاملات کے ساتھ ہیں۔
- ایسے انتظامی، قانونی، معاشرتی اور تعلیمی اقدامات کریں جن کا مقصد ہی خرابیوں کو دور کرنا ہے۔ جنھوں نے خاندان کے ادارہ میں دراڑیں پیدا کر دی ہیں ساتھ ہی خاندان کو ایک ایسا حفاظتی قلعہ بنانا ہو جہاں اسلام کی معاشرتی اقدار محفوظ رہیں اور دور جدید کے مادہ پرستانہ دہالی تہذیب کے ہیبت زدہ سائے سے ہمارے گھر اور نئ نسلیں محفوظ رہیں
- خداخوفی ہو۔ لوگوں کی اخلاقی تربیت کا اہتمام کیا جائے تزکیہ نفس اور سیرت طیبہ کے مطالعہ کا اہتمام کیا جائے۔
- زوجین کو اختلافات کی صورت میں اپنے معاملات خود حل کرنے چاہیے۔ رشتہ داری کو برقرار رکھنے کے لئے دیگر افراد خاندان کی مداخلت کو خاطر میں نہ لیں۔ زوجین کو اپنے معاملات سے بلند تر ہو کر معاشرتی مفاد میں کچھ بھی بہت سے ناپسندیدہ امور میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کو قائم رکھتے ہوئے اپنے مثبت کردار ادا کریں۔
- ذرائع ابلاغ کا کردار بھی زوجین کی عائلی زندگی میں مثبت کردار ادر کر سکتا ہے۔ ٹی وی ٹاک شوز کے ذریعے علماء کرام کے تربیتی لیکچرز کا اہتمام کیا جائے تاکہ سیرت طیبہ کے مختلف پہلوں سے استفادکے ذریعے عائلی زندگی بنیادیں مضبوط و محفوظ ہوں۔
- ملکی قوانین میں اصلاح کی جائے۔

- ♣ پبلک لائبریریز کا قیام عمل میں لایا جائے اور ایسی کتب تک عوام کی رسائی آسان بنائی جائے جو عائلی زندگی کے استحکام کے لیے مددومعاون ہوں۔ نیز عائلی زندگی کے موضوع پر سیمنارز اور مذاکرات کرائے جائیں۔
- ♣ نیز عصر حاضر میں عائلی زندگی کی تباہی کی اصل وجہ قرآن و سنت سے دوری ہے۔ تاہم وقت کی سب سے اہم ضرورت اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک مکمل اسلامی معاشرے کا قیام عمل میں لایا جائے۔

خلاصہ بحث

عائلی زندگی انسانی شخصیت کی پہلی اینٹ رکھتی ہے اور اس کی تعمیر سازی کا آغاز کرتی ہے۔ عائلی زندگی کی بنیادی اکائی کی حثیت زوجین کو حاصل ہے انکے ازواجی تعلقات سے زندگی کی ابتداء ہوئی۔ انسان کی فکری، جسمانی، اخلاقی، روحانی اور نفسیاتی تعمیر سازی حقیقی معنوں میں صرف عائلی نظام زندگی سے ممکن ہے۔ معاشرے کی ترقی ونشونما کا انحصار جہاں خاندان پر ہے وہاں معاشرے کی تنزلی وانتشار کا انحصار بھی اسی خاندان پر ہے، کیونکہ خاندان ہی معاشرے کی اساسی اکائی کی حیثیت رکھتے ہیں، اور اسی سے معاشرے وجود میں آتے ہیں، جس خاندان کی اکائی مضبوط اور مستحکم ہو گی اسی قدر ہی معاشرہ اور ریاست مضبوط اور مستحکم ہوں گے، خاندان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ خاندان کی بقاء اور تحفظ کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا گیا ہے، اور اسلامی تعلیمات کا ایک مکمل شعبہ جو مناکحات یا اسلام کے عائلی نظام سے موسوم ہے، اس مقصد کے لئے وجود میں لایا گیا۔

اوراسی نظام کی درستگی کے لیے بے شمار اصول و قوانین واضع کیے۔ مختصر یہ کہ آج کے معاشرے کو درپیش جدید سماجی مسائل کے حل کے لیے قرآن پاک کے ان سنہری اصولوں پر عمل بہت ضروری ہے جن کو ترک کرنے کی وجہ سے آج ہر فرد اپنی جگہ پر پریشانیوں کی تصویر بنا ہوا ہے اور جن کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے امت مسلمہ کی وحدت ٹوٹ رہی ہے اور نسل انسانی تباہی کے آخری کنارے پر پہنچ گئی ہے۔

خوبصورت نظام معاشرت کے لیے خوبصورت خاندانی نظام کا قیام آج وقت کی اہم ترین ضرورت ہے یہ وہ ضرورت ہے جس کی اہمیت روز اول سے ہی تخلیق انسان اول کے ساتھ ہی عیاں ہو جاتی ہے۔

حوالہ جات

[1] ۔ المنجد فی اللغۃ، المطبۃ الکاثولیکیۃ، بیروت، تاریخ اضافہ، ۲۰۱۰ء، ص: ۶۹۳

[2] ۔ افریقی، ابن منظور ابوالفضل محمد بن مکرم، لسان العرب، بذیل مادہ عول، بیروت دار صار الطبعۃ السادسۃ، ۱۹۹۷، ۱۱/ ۷۸۵

[3] ۔ ایضا، 11/ 486

[4] ۔۔اصفہانی، الراغب، ابو القاسم الحسین بن محمد، المفرادات فی غریب القرآن، مطبعۃ المیمنۃ مصر ۱۳۲۲، ص ۳۴۵

[5] ۔۔التوبہ ۹/۲۴

[6] ۔یوسف ۱۲/۸۸

[7] ۔ص، ۳۸/۴۹

[8] ۔الروم ۲۱/۳۰

[9] ۔النساء ۱/۴

[10] ۔ابن کثیر، عماد الدین ابو الفدا، حافظ، تفسیر ابن کثیر (مترجم: مولانا محمد جوناگڑھی)، مکتبۃ قدسیہ، لاہور، ۵۳۷، ۲۰۰۶/ ۴

[11] ۔محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب، أبو جعفر الطبري، جامع البيان في تأويل القرآن-مؤسسة الرسالة، ۱۴۲۰ھ-ص ۴۲۰۔

[12] ۔البقرۃ، ۲/۱۸۷

[13] ۔تفسیر ابن کثیر، ۱/۳۴۳

[14] ۔مودودی، ابو الاعلی، سید، حقوق الزوجین، لاہور: ادارہ ترجمان القرآن، ۱۹۹۴ء، ص: ۲۲

[15] ۔شمس الدین، مولانا، مقبولین (اردو شرح تفسیر جلالین) مکتبہ العلم، ۱/۳۴۳

[16]. Lemu, B. Aisha /Heeren Fatima Heeren ,Women in Islam , : Islamic Council of Europe Leicester : [Distributed by] the Islamic Foundation, London, 1976.p 17

[17] ۔النساء: ۴/۱۹

[18] ۔مسلم، ابن حجاج، قشیری، الجامع الصحیح، بیروت: دار الحیاء التراث العربی، س ن، کتاب الرضاع، باالوصیۃ بالسناء رقم الحدیث ۱۴۶۸

[19] ۔ترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسیٰ، السنن، دار الشرکۃ مکتبہ و مطبوعہ مصر س۔ن، کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق المراۃ زوجھا، رقم الحدیث ۱۱۶۲

[20] ۔السجستانی، سلمان بن اشعت، السنن ابو داؤد، بیروت: دار الفکر، س۔ن، کتاب الجھاد، باب فی السبق علی الرجل، ۲۵۷۸

[21] ۔احمد بن حنبل، المسند، دار الحیاء التراث العربی بیروت، ۱۹۹۱ء، راقم الحدیث ۲۴۶۸

[22] ۔شاہدہ پروین، حافظہ، ڈاکٹر، عصری عائلی مسائل اور اسلامی تعلیمات، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور، س۔ن، ص ۱۸۲

[23] ۔النساء، ۴/۱۲۹

[24] ۔محمد شفیع، معارف القرآن، تاج کمنی کراچی، ۱/۳۳۵

[25] ترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسیٰ، السنن، کتاب الجہاد عن رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی الاحام، ۲۸۱

[26] ۔النساء، ۴/۱۹

27۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، دار طوق النجاۃ، الطبۃ الاولیٰ، 1422ھ، کتاب النکاح، باب الوصایا بنسا ۲۶/۷، راقم الحدیث، "۵۱۸۶

[28] ۔ مسلم، ابن حجاج، قشیری، امام، الجامع الصحیح، بیروت: دار الحیاء التراث العربی، س۔ن، کتاب رضاع، باب وصیت بنساء، ۱۰۹۱/۲، رقم لحدیث ۱۴۶۹

[29]۔ النساء: ۴/ ۱۲۸-۱۳۰

[30]۔ النساء: ۴/۳۵

[31] ۔ مودودی، ابو العلیٰ، حقوق الزوجین، ص ۵۰

[32] ۔ النساء، ۴/۲۵

[33] ۔ مسند احمد، ۱/۳۱۳، رقم الحدیث ۱۴۴۸

[34] ۔ فصلت: ۴۱/۲۴

[35] ۔ الروم ۳۰/۲۱

[36] ۔ محمد اسمائیل، مفتی، حواء کے نام، دار لافتاء جامعہ اسلامیہ راولپنڈی، ۱۴۲۶، ص: ۲۸

[37]۔ التحریم: ۶۶/۶

38۔ ترمذی، محمد بن عیسی ابو عیسیٰ، السنن، ، ابواب البر والصلۃ، باب ماجا فی ادب الولد، ۲۸۱

[39]۔ ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید، السنن ابن ماجہ، دار حیاء الکتب العربیہ، س۔ن کتاب الادب، رقم الحدیث 3871

[40] ۔ خواتین کے حقوق و فرائض تعلیمات نبی کی روشنی میں۔ مقالات سیرت کانفرنس اسلام آباد، ۲۰۰۱: ۱۱

[41] ۔ ابوزید، وصفی عاشور، ستارکتہ المراۃ فی العمل العام (مترجم: الیاس نعمان، ندوی، مولانا) انسٹی ٹیوٹ آف ابچ۔ پی کیسٹو سٹڈیز، قاضی پبلشرز، نئی دہلی ص 210

[42] ۔ سنن ابی داود، کِتَاب الْخَرَاجِ وَالْإِمَارَةِ وَالْفَيْءِ، باب مَا يَلْزَمُ الإِمَامَ مِنْ حَقِّ الرَّعِيَّةِ، راقم الحدیث: 2928

[43]۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باب مَا جَاءَ فِي أَدَبِ الْوَلَدِ، ، رقم الحدیث ۱۹۵۲